## سوال

(524) ٹیچر کے لیے تعظیماً کھڑے ہونا

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں آج کل تقریباً تمام اسکولوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ جب کوئی ٹیچر کسی کلاس میں جاتا ہے تو سب بچے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں جب تک استاد کرسی پر نہ بیٹھے یا بچوں کو نیچے بیٹھنے کا حکم نہ دے پوری کلاس کھڑی رہتی ہے اسی طرح جب کوئی عالم دین کسی کے پاس ملاقات کے لیے جاتا ہے تو وہ لوگ بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہوجاتے ہیں جب تک وہ نہ بیٹھے کھڑے رہتے ہیں اور اسی طرح اسکولوں میں جب ہمارا قومی ترانہ گایا جاتا ہے تو اساتذہ سمیت تمام طلباء سجدہ کی جگہ نظریں جمائے کھڑے رہتے ہیں ے تو کیا یہ قیام کتاب وسنت کی روشنی میں جائز ہے یا حرام ؟

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مسئلہ ہذا میں اہل علم کا سخت اختلاف ہے ایک گروہ اساتذہ کرام اور بڑے بزرگوں وغیرہ کے لیے بطور احترام کھڑے ہونے کا قائل ہے ان میں سے امام نووی رحمة اللہ علیہ اور غزالی رحمة اللہ علیہ وغیرہ ہیں ان کا استدلال فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ۔

«قوموا الی سیدکم» سے ہے ابن بطال رحمة اللہ علیہ شارح بخاری نے کہا ہے ۔

«فی ہذا الحدیث امر الامام الا عظم باکرام الکبیر من المسلمین ومشروعیة اکرام اہل الفضل فی مجلس الامام الا عظم والقیام فیہ لغیرہ من اصحابہ والزام الناس کافة بالقیام الی الکبیر منہم» (فتح الباری 11/49)

اور جو لوگ منع کے قائل ہیں ان کا استدلال ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصا پر ٹیک لگائے نکلے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کے لیے کھڑے مت ہوں امام طبری رحمة اللہ علیہ نے اس حدیث کا جواب دیا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے اور اس میں بعض راوی غیر معروف ہیں اور اسی طرح ان کا استدلال آپ کے اس ارشاد سے ہے ۔

«من اراد ان یتمثل لہ الرجال قیاما وجبت لہ النار»

امام طبری رحمة اللہ علیہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھڑا ہونے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اکرام کے لیے اس میں نہی کا ذکر نہیں اور ابن قتیبہ نے

جواب یوں دیا کہ اس سے مراد سر پر کھڑے رہنا ہے جس طرح عجمی شاہان کی عادت تھی اور ابن بطال نے جواز کے لیے نسائی کی روایت سے استدلال کیا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھ کر خوش آمدید کہتے پھر کھڑے ہو کر اس کا بوسہ لیتے پھر ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھا لیتے ۔ یہ روایت ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں بھی ہے اور قصہ تو بہ کعب بن مالک میں ہے ۔

«فقام الی طلحۃ بن عبید اللہ یہرونی»

یعنی "طلحہ بن عبید اللہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے ۔ "اس طرح کے بہت سارے دلائل جانبین سے دیئے جاتے ہیں ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ نے "المدخل" میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ مستندات کے جوابات دینے کی سعی کی ہے اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں سوال و جواب کی طویل بحث کی ہے جو ایک محقق کے لیے بے حد مفید ہے ۔ اختتام بحث پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کہ نظریہ کو پسند فرمایا ہے ۔

«القیام علی سبیل الاالاعظام مکروہ وعلی سبیل الاکرام لا یکرہ» (11/54)

"کسی کی برائی کے لیے کھڑا ہونا مکروہ اور عزت و احترام کی خاطر کھڑا ہونا جائز ہے ۔ «وہذا تفصیل حسن» یہ اچھی وضاحت ہے فی الواقع دونوں طرف روایات موجود ہیں جواز کے اعتقاد کے باوجود احتیاط اس میں ہے کہ بطور اکرام کھڑا نہ ہو اس لیے کہ عام حالات میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے بسا اوقات آپ نے منع بھی فرمایا سوال میں مرقوم پہلی دونوں صورتیں تو قطع نظر احترام کے محض ایک عادت مستمرہ معلوم ہوتی ہے کتاب و سنت یا سلف صالحین کے عمل سے اس کی مثال ملنی مشکل ہے لہذا اس سے احتراز کرنا چاہیے اور قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا تو قطعاً بدعت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

«من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد»

"یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے ۔ ''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

**فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ**

# ج1ص810

**محدث فتویٰ**